شاہد حسین رزاقی

حاصلِ مطالعہ

امام ابن تیمیہ نے متعدد اہم مسائل پر جو خیالات ظاہر کیے ہیں وہ آج بھی غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ فرد اور جماعت کا تعلق ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر سیاسی مفکروں میں شدید اختلاف رہا ہے۔ ابن تیمیہ نے اس موضوع پر اسلامی نقطۂ نظر سے "خلاف الامہ" میں اظہار خیال کیا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

اللہ تعالےٰ نے تمام پیغمبروں کی معرفت اپنے تمام بندوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ استقامت کے ساتھ دین کی پابندی کریں اور اس میں تفرقہ اور اختلاف نہ ڈالیں۔ لیکن واقعتہً ہر ایک پیغمبر کی امت نے فرقہ بندی کی اور ایک دوسرے سے اختلاف کرکے دینی وحدت کو نقصان پہنچایا جس سے دین کا مقصد یعنے امت کی ہیئت اجتماعیہ اور اس کا اتحاد اور الفت باہمی زائل ہوگئی۔ یہاں تک کہ جب عالمگیر مذہب یعنے دین اسلام کا ظہور ہوا جو دنیا میں اللہ تعالےٰ کا آخری پیغام ہے تو اس میں اللہ تعالےٰ نے فرقہ بندی، باہمی اختلاف اور ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑنے سے نہایت سختی کے ساتھ منع کیا۔ دین کی پابندی اور اتحاد و اتفاق کی تاکید کی اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم سے اس طرح خطاب فرمایا کہ:

"بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور فرقہ بندی کی تمہیں ان سے کچھ سروکار نہیں۔"

بایں ہمہ یہ امتِ مرحومہ بھی اس فتنہ سے محفوظ نہیں رہی اور اس نے بھی دوسری قوموں کی طرح باہم اختلاف کیا۔ اس حالت میں اہل حق نے جو اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے تھے امت کو اتحاد و اتفاق کی دعوت دی اور نزاع و اختلاف سے منع کیا۔

امتِ مرحومہ میں تفرق و انتشار کا پیدا ہونا اجماعِ امت، باہمی الفت اور استحکامِ ملت کے

خلاف ہے۔ ان اختلافات کی وجہ سے مسلمان بعض کو نہایت مبغوض اور بعض کو نہایت محبوب سمجھنے لگتے ہیں۔ ایک دوسرے کو لعن طعن کا نشانہ بناتے ہیں جس سے بعض اوقات ہاتھا پائی اور جنگ و جدال تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ نے نہایت سختی کے ساتھ ان باتوں سے منع کیا ہے اور اجتماعِ امت، باہمی الفت اور اتحاد و اتفاق ایسی خوبیاں ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسولؐ سب سے زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا یہ حکم ہے کہ :

"اے مومنو! تم سب کے سب اللہ تعالےٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور پراگندگی اختیار نہ کرو"

آگے چل کر اللہ تعالےٰ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ :

"تم ان لوگوں کی طرح مت بنو جنہوں نے ہماری طرف سے واضح احکام پہنچ جانے پر بھی تفرق و اختلاف کیا۔ ان لوگوں کے لیے اس دن بڑا عذاب ہوگا جب کہ کئی لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے اور کئی لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت میں اتحاد و اتفاق برقرار رکھنے والوں کے چہرے روشن ہوں گے۔ اور جو لوگ اس اتحاد و اتفاق سے منحرف ہو کر تفرق و انتشار پیدا کریں گے ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

ملت کی بقا و استحکام کے لیے اتحاد و اتفاق اس قدر اہم ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنا اور آپس میں تفرق و اختلاف سے احتراز کرتے ہوئے اتحاد و اتفاق قائم رکھنا اسلام کا ایک عظیم ترین اصول قرار دیا گیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے کلام مجید میں نہایت تاکید کے ساتھ اس کا حکم دیا ہے۔ اہل کتاب یا اور جس کسی نے بھی اتحاد کے اصل الاصول کو ترک کیا تھا اس کی کلام پاک میں نہایت مذمت کی گئی ہے اور آنحضرت صلعم نے بھی اتحاد کی خوبیوں اور اختلاف کی برائیوں کے پیش نظر یہ خیال ظاہر فرمایا ہے کہ اکیلے آدمی کو شیطان آدبوچتا ہے اور اگر وہ متحد ہوں تو ان سے دور رہتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر آنحضرت صلعم نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ :

"تم پر مسلمانوں کی جماعت کا ساتھ دینا لازم ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی تائید اور نصرت کا ہاتھ

جماعت پر رہتا ہے۔"

ملت میں اتحاد و اتفاق اور باہمی تعلقات کا خوشگوار ہونا ملت کی بقا و استحکام کے لیے لازمی ہے۔ اور اتحاد و اتفاق کی اسی اہمیت کے مدِنظر آنحضرت صلعم نے اتحاد و اتفاق اور باہمی تعلقات کی خوشگواری کو دین کے بعض بنیادی ارکان پر بھی ترجیح دی ہے۔ چنانچہ آپؐ کا یہ ارشاد ہے کہ باہمی تعلقات کا درست کرنا ایک ایسی شے ہے جس کا درجہ نماز، روزہ، خیرات اور امر معروف سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ آپس کا فساد دین کی جڑیں کاٹ ڈالتا ہے۔

اہلِ نجات اور اہلِ عذاب کا امتیاز سنّت اور جماعت کے اتباع اور عدم اتباع پر منحصر ہے اور جماعت کا اجماع اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہؐ کے بعد اسی کا درجہ ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے بھی مسلمانوں کی جماعت کو جنّتی اور اس سے کٹنے والوں کو دوزخی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپؐ کے ارشاد کے مطابق کوئی فرقہ نہیں بلکہ مسلمانوں کی جماعت نجات پانے والی جماعت ہے اور اس جماعت پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ رہتا ہے۔

کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہؐ میں تفریق و انتشار کی مذمت اس قدر شدت کے ساتھ اس لیے فرمائی گئی ہے کہ اس سے ملّت کا استحکام اور اتحادِ باہمی ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ایک بہت بڑا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس اختلاف کی وجہ سے اسلام کے ایسے بنیادی اہم اور مسلّمہ اصولوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے یا ان سے انحراف کیا جانے لگتا ہے جن پر نہ صرف تمام مسلمان متفق ہیں بلکہ تمام مذاہب و ادیان بھی ان کی اہمیت کے بارے میں متفق الکلمہ ہیں۔ چنانچہ اختلاف نہ صرف انفرادی گمراہی کا ذریعہ ہوتا ہے بلکہ وہ فتنہ و فساد کی راہیں بھی کھول دیتا ہے جو اسلام کے بنیادی مقاصد کے مغائر ہے۔ اسی بنا پر مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کا یہ حکم ہے کہ:

"اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور آپس کے تعلقات کی اصلاح کرو۔ بے شک مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں اس لیے اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو۔"

مسلمانوں کے درمیان جو اختلاف ہوتا ہے وہ سنت اور اجماع کی پابندی سے دور ہو سکتا

ہے اور ان دونوں کا ثبوت کلامِ پاک میں موجود ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے بھیجے ہوئے رسولؐ کا اتباع کریں گے وہ سنّت کے تابع ہوں گے اور جو مسلمان باہم مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑیں گے اور رشتۂ اتحاد کو ہاتھ سے نہیں دیں گے وہ ہدایت پانے والی جماعت ہوں گے۔ اور جماعت کے فیصلہ کی پابندی اختلاف کی راہیں بند کر کے باہمی اتحاد کو قوی تر کرے گی۔

جماعت کا ساتھ دینا اور رشتۂ اتحاد کو مضبوطی سے تھامے رہنا اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے۔ اور جماعت کی پیروی مسلمانوں کے لیے ضروری قرار دی گئی ہے۔ جماعت کی پیروی اس قدر اہم اصول ہے کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہؐ کے بعد تیسری چیز جس کا اتباع کرنا لازم ہے وہ امتِ مرحومہ کا اجماع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ امتِ مرحومہ کو گمراہی پر متفق ہونے سے بچائے رکھے گا۔

جماعت سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان غلطیوں پر عمل کرنے والوں کو معاف بھی فرما دے گا۔ لیکن جماعت دیدہ و دانستہ نہ تو غلطی کر سکتی ہے اور نہ جھوٹ پر متفق ہو سکتی ہے۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد ہے کہ امتِ مسلمہ کی اکثریت گمراہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ کی رحمت اس کے شاملِ حال رہتی ہے۔ امتِ مسلمہ پر اس بات کو فرض ٹھیرایا گیا ہے کہ وہ اپنے دین اور اس کے احکام و عقائد کی تبلیغ اور پابندی کرے۔ جو اُمّت حق پرست اور صداقت شعار ہے اور جو دین کی پابندی کو فرض سمجھتی ہے وہ جھوٹ پر متفق نہیں ہو سکتی۔

جماعت کے فیصلہ کی پیروی اجتماعی تنظیم اور اتحاد و اتفاق کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے اور فتنہ و فساد سے محفوظ رہنے کی یہی راہ ہے۔ اس لیے اسلام نے اجماع کو اس قدر اہمیت دی ہے اور اجماع کے فیصلہ کی تعمیل اور جماعت کی پیروی لازم ہے۔ جماعت کا ساتھ دینے کے اصول کو اس حد تک اہمیت حاصل ہے کہ جماعت سے کٹ جانے والے شخص کو آنحضرت صلعم

نے ایسا شخص قرار دیا ہے جو اسلام سے خارج ہو جائے۔ چنانچہ مسلمانوں کو ناگوار اور ناپسند باتوں کو بھی برداشت کر کے جماعت کا ساتھ دینے کا حکم ہے اور اگر امیر میں بھی کوئی بات ناپسند ہو تو اس کی بنا پر جماعت سے علاحدہ ہونے کے بجائے صبر کرنے اور جماعت سے وابستہ رہنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ جماعت میں اتحاد و اتفاق اور باہمی ربط کو برقرار رکھنے کے لیے آنحضرت صلعم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

"جو شخص مسلمانوں کے امیر میں کوئی ایسی بات مشاہدہ کرے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو اس کو صبر کرنا چاہیے۔ کیونکہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت بھی دور ہو جائے تو بیشک اس کے معنے یہ ہیں کہ اس نے اسلام کا جوا اپنی گردن سے اتار دیا۔"

تاریخ جمہوریت

مصنفہ شاہد حسین رزاقی

قبائلی معاشروں اور یونانِ قدیم سے لے کر عہدِ انقلاب اور دورِ حاضرہ تک جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں جمہوریت کی نوعیت و ارتقاء، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کش مکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی جمہوری افکار کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔ صفحات ۵۰۶

قیمت ۸ روپے

ملنے کا پتہ:

سیکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور